خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 20 جنوری 2020ء | 24 جمادی الاول 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 17

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلۡ اٰمِنُوۡا بِہٖۤ اَوۡ لَا تُؤۡمِنُوۡا ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِہٖۤ اِذَا یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۸﴾

(بنی اسرائیل:108)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ ایمان لاؤ۔ یقیناً وہ لوگ جو اس سے پہلے علم دیئے گئے تھے جب اُن پر اس کی تلاوت کی جاتی تھی تو وہ ٹھوڑیوں کے بَل سجدہ ریز ہوتے ہوئے گر جاتے تھے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

آنحضرتؐ کے عشق و محبت میں فنا اور اطاعت کے جذبہ سے لبریز بدری صحابی حضرت سعد بن عُبادہؓ کی سیرت مبارکہ کا آخری حصہ

اس وقت جب سعدؓ نے بیعت سے تخلّف یا انقباض کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ اُقۡتُلُوۡا سَعۡدًا یعنی سعد کو قتل کر دو، مگر نہ توانہوں نے سعد کو قتل کیا اورنہ کسی اور صحابی نے۔ بلکہ وہ حضرت عمرؓ کی خلافت تک زندہ رہے

حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کی روشنی میں خلافت کے مقام کی اہمیت، خلیفۂ وقت کی بیعت اور اس کی اطاعت کا خوبصورت اور پُر معارف بیان

میں حضرت مصلح موعودؓ کے خلافت کی اہمیت والے بیان کو بڑا ضروری سمجھتا ہوں، وقت کی بڑی ضرورت ہے، خلافت کی بیعت کیوں ضروری ہے، خلافت کا مقام کیا ہے اور سعدؓ نے جو کچھ کیا اس کی کیا حیثیت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں: تم میرے کسی ذاتی فعل میں عیب نکال کر اس اطاعت سے باہر نہیں ہو سکتے جو خدا نے تم پر عائد کی ہے کیونکہ جس کام کے لئے میں کھڑا ہوں وہ اور ہے اور وہ نظام کا اتحاد ہے اس لئے میری فرمانبرداری ضروری اور لازمی ہے

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ خلافت ایک ایسی چیز ہے جس سے جدائی کسی عزت کا موجب انسان کو نہیں بنا سکتی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ مورخہ 17 جنوری 2020ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17 جنوری 2020ء کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹر نیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں فرمایا: حضرت سعد بن عبادہؓ کا ذکر چل رہا ہے۔ آج میں اس کا آخری حصہ بیان کروں گا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد انصار اپنے میں سے جن کو خلیفہ منتخب کرنا چاہتے تھے، ان میں ان کا نام بھی خاص طور پر لیا جاتا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ انصار کا ان کو خلیفہ منتخب کرنے پر زور تھا اور یہ قوم کے سردار بھی تھے اور جب حضرت ابو بکرؓ خلیفہ منتخب کئے گئے تو یہ اس وقت کچھ متزلزل بھی ہو گئے تھے، انصار کے کہنے پر۔ اس حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالی ہے اور خلافت کے مقام کی اہمیت بھی اس حوالے سے بیان کی ہے۔ اس لئے میں اس بیان کو بڑا ضروری سمجھتا ہوں۔ وقت کی بڑی ضرورت ہے۔ خلافت کی بیعت کیوں ضروری ہے، خلافت کا مقام کیا ہے اور سعدؓ نے جو کچھ کیا اس کی کیا حیثیت ہے۔

آپؓ اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں: قتل کے معانی قطع تعلق کے بھی ہوتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد بعض صحابہؓ میں خلافت کے بارہ میں اختلاف پیدا ہوا۔ انصار کا خیال تھا کہ خلافت ہمارا حق ہے۔ کم سے کم اگر ایک مہاجرین میں سے خلیفہ ہو تو ایک انصار میں سے ہو یعنی دو دو ہوں۔ بنو ہاشم نے خیال کیا کہ خلافت ہمارا حق ہے۔ رسول کریم ﷺ ہمارے خاندان میں سے تھے۔ مہاجرین گو یہ چاہتے تھے کہ خلیفہ قریش میں سے ہونا چاہئے۔ کیونکہ عرب لوگ سوائے قریش کے کسی کی بات ماننے والے نہیں تھے مگر وہ کسی خاص شخص کو پیش نہ کرتے تھے بلکہ تعیّن کو انتخاب پر چھوڑنا چاہتے تھے۔ مسلمان جسے منتخب کر لیں وہی خدا تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ سمجھا جائے گا۔ جب انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا تو انصار اور بنو ہاشم سب ان سے متفق ہو گئے۔ مگر ایک صحابی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی۔ یہ وہ انصاری صحابی تھے جنہیں انصار اپنے میں سے خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ اس لئے شائد انہوں نے اس بات کو اپنی ہتک سمجھا یا یہ بات ہی ان کی سمجھ میں نہ آئی۔ جو بھی وجہ تھی انہوں نے کہہ دیا کہ میں ابو بکرؓ کی بیعت کے لئے تیار نہیں ہوں۔

حضرت عمرؓ کا اس موقع کے متعلق ایک قول بعض تاریخوں میں آتا ہے کہ آپؓ نے فرمایا: اُقۡتُلُوۡا سَعۡدًا کہ سعد کو قتل کر دو لیکن نہ انہوں نے خود ان کو قتل کیا، نہ کسی اور نے۔ بعض ماہرین زبان لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی مراد صرف یہ تھی کہ سعد سے قطع تعلق کر لو۔ بعض تاریخوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ باقاعدہ مسجد میں آتے اور الگ نماز پڑھ کر چلے جاتے تھے اور کوئی صحابی ان سے کلام نہ کرتا تھا۔ پس قتل کی تعبیر قطع تعلق اور قوم سے جُدا ہونا بھی ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: جب مہاجرین اور خصوصاً ابو بکرؓ نے صحابہؓ کو بتایا کہ اس قسم کا انتخاب کبھی بھی ملت اسلامیہ کے لئے مفید نہیں ہوسکتا اور یہ کہ مسلمان کبھی اس انتخاب پر راضی نہیں ہوں گے تو پھر انصار اور مہاجر اس بات پر متفق ہوئے کہ وہ کسی مہاجر کے ہاتھ پر بیعت کر لیں اور آخر حضرت ابو بکرؓ کی ذات پر ان سب کا اتفاق ہوا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: اس وقت جب سعدؓ نے بیعت سے تخلّف یا انقباض کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ اُقۡتُلُوۡا سَعۡدًا یعنی سعد کو قتل کر دو مگر نہ تو انہوں نے سعد کو قتل کیا اور نہ کسی اور صحابی نے بلکہ وہ حضرت عمرؓ کی خلافت تک زندہ رہے اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں شام میں فوت ہوئے۔ جس سے آئمہ سلف نے استدلال کیا ہے کہ قتل کے معنی یہاں جسمانی قتل کے نہیں ہیں بلکہ قطع تعلق کے ہیں اور عربی زبان میں قتل کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ اردو میں قتل کے معانی بے شک جسمانی قتل کے ہی ہوتے ہیں لیکن عربی زبان میں جب قتل کا لفظ استعمال کیا جائے تو وہ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن میں ایک معانی قطع تعلق کے ہیں اور لغت والوں نے استدلال کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کی مراد قتل سے قتل نہیں بلکہ قطع تعلق تھا ورنہ اگر قتل سے مراد ظاہری قتل کر دینا تھا تو حضرت عمرؓ نے جو بہت جوشیلے تھے، انہیں خود کیوں نہ قتل کر دیا۔ یا صحابہؓ میں سے کسی نے کیوں نہ انہیں قتل کیا۔ مگر جب حضرت عمرؓ نے نہ صرف یہ کہ انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی انہیں قتل نہ کیا اور بعض کے نزدیک تو وہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے بعد بھی زندہ رہے اور کسی صحابی نے ان پر ہاتھ تک نہ اٹھایا تو بہر حال اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قتل سے مراد قطع تعلق ہی تھا۔ ظاہری طور پر قتل کرنا نہیں تھا اور گو وہ صحابی عام صحابہؓ سے الگ رہے لیکن کسی نے ان پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: میں نے مثال دی تھی کہ رؤیا میں بھی اگر کسی کے متعلق قتل ہونا دیکھا جائے تو اس کی تعبیر قطع تعلق اور بائیکاٹ بھی ہو سکتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دوست نے کہا کہ سعد نے گو بیعت نہیں کی تھی لیکن مشوروں میں انہیں ضرور شامل کیا جاتا تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں: اس شخص کی بات کے دو معانی ہو سکتے ہیں کہ یا تو وہ خلافت کی بیعت کی تخفیف کرنا چاہتا ہے یا اپنے علم کا اظہار کرنا چاہتا ہے لیکن یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ حضور انور نے بعض کتابوں کے حوالے پیش کر کے اس شخص کی بات کی تردید پیش فرمائی۔

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ خلافت ایک ایسی چیز ہے جس سے جدائی کسی عزت کا موجب انسان کو نہیں بنا سکتی۔ آپؓ فرماتے ہیں: میں نے حضرت خلیفہ اولؓ سے

باقی صفحہ نمبر 7 پر

اس شمارہ میں

خلاصہ خطبہ جمعہ
دربار خلافت
قیمتی اثاثہ | نظم
متن خطبہ جمعہ 27 دسمبر 2019ء
جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کا اٹھائیسواں جلسہ سالانہ

فرمانِ رسول ﷺ

اللہ کی رضامندی کے لئے کام

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تو جب کبھی بھی کوئی ایسا خرچ کرے گا کہ جس سے تو اللہ کی رضا مندی چاہتا ہوگا تو ضرور ہے کہ اس کا بدلہ تجھے دیا جائے۔ یہاں تک کہ اس (لقمہ) پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے۔ (بخاری کتاب الایمان)

دربارِ خلافت

آخری تین سورتوں کی فضیلت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’پھر احادیث میں تینوں قُل پڑھنے کی اہمیت کے بارے میں روایت آتی ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جنگی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی مہار پکڑ کر آگے آگے چل رہا تھا کہ آپؐ نے فرمایا اے عقبہ! پڑھ۔ میں نے آپ کی طرف کان لگایا تا کہ آپ جو فرمائیں وہ میں سن کر پڑھوں۔ پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا اے عقبہ! پڑھ۔ میں پھر متوجہ ہوا کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ کیا پڑھوں میں؟ آپؐ نے تیسری مرتبہ پھر یہی فرمایا تو میں نے عرض کیا۔ کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا سورۃ قُلۡ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ۔ پھر آپ نے آخر تک سورۃ پڑھی۔ پھر آپ نے سورۃ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ آخر تک پڑھی۔ میں بھی آپ کے ساتھ پڑھتا رہا۔ پھر آپؐ نے سورۃ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ آخر تک پڑھی۔ میں بھی آپ کے ساتھ پڑھتا رہا۔ پھر آپ نے فرمایا کسی شخص نے ان جیسی سورتوں یا کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل نہیں کی۔

یعنی یہ ایسا کلام اور ایسی دعا ہے کہ جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتا ہے اور کبھی ضائع نہیں ہوتا اور تمام شرور سے بچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا اس سے بہتر اَور کوئی ذریعہ ہی نہیں۔ اور احادیث میں ایسی روایت ملتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے بہتر اللہ تعالیٰ کی اور کوئی پناہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک ان سورتوں کے مضمون کو سمجھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کرنے والا ہو۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا مضمون ہم پر واضح ہو۔ اس کے علاوہ کسی اور کے آگے ہم جھکنے والے نہ ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 16فروری 2018ء)

محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی وفات پا گئے

(20جنوری 2020ء ۔لندن ،مانیٹرنگ ڈیسک) احباب جماعت کو بہت دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے بین الاقوامی شہرت یافتہ کارڈیالوجسٹ، سابق ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ، جماعت کے دیرینہ خادم اور واقفِ زندگی محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی آف دارالعلوم وسطی ربوہ گزشتہ روز مورخہ 19جنوری 2020ء بروز اتوار دوپہر کے وقت ہارٹ اٹیک کی وجہ سے وفات پا گئے۔ گھر پر ہارٹ اٹیک ہوا تو فوری طور پر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ لے جایا گیا ، ڈاکٹرز نے طبّی امداد دی اور جان بچانے کی پوری کوشش کی لیکن آپ جانبر نہ ہوسکے اور اپنے خالق حقیقی کے پاس حاضر ہوگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی فضل عمر ہسپتال میں خدمات کا ایک طویل دور ہے۔ اس کے علاوہ دیگر جماعتی شعبہ جات میں بھی آپ نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ غریب پرور اور ضرورت مندوں کے کام آنے والے ، پنج وقتہ نماز کے پابند اور دعاگو علمی شخصیت تھے۔ ربوہ اور گردونواح بلکہ دور کے دیہات میں بھی غیر از جماعت افراد میں معروف تھے۔ ان کا کلینک ان کی اقامت گاہ کے ساتھ ہی تھا جہاں روزانہ بیسیوں غیر از جماعت مریض دور دراز کے علاقوں سے علاج کے لئے آتے تھے۔ ضرورت مندوں، نادار اور محلہ دار مریضوں کا مفت علاج کرتے اور اگر کسی سے فیس لیتے بھی تو معمولی سی وصول کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفاء رکھی تھی جس کی وجہ سے اپنوں اور غیروں میں آپ کی شہرت یکساں تھی۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاج کرنے والی ٹیم کا ممبر ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ اس کے علاوہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی متعدد بزرگ شخصیات کا علاج معالجہ کرنے کا بھی موقع ملا۔ آپ کی نمازوں کی پابندی کے بارے میں ایک غیر از جماعت شخص نے بتایا کہ میں آپ کی باجماعت نماز کی پابندی کا گواہ ہوں ، جتنا بھی مریضوں کا رش ہوتا نماز پڑھنے کے لئے مسجد ضرور تشریف لے جاتے۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کی نماز جنازہ کی تفصیل ، ان کے حالات اور سیرت کے مختلف پہلوؤں پر آئندہ خبر میں روشنی ڈالی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(رپورٹ: ابو سدید)

قیمتی اثاثہ

مورخہ 27نومبر 2019ء کا خطبہ جمعہ سُننے کے بعد۔ جس میں حضور انور نے ازراہِ شفقت میرے بھائی مکرم عطاء الکریم مبشر کا ذکر کیا اور نماز جنازہ پڑھائی اور خاکسار کو ’’جماعت کا شاعر‘‘ کے لقب سے نوازا۔

جان لیوا مرض پہ ہنستا تھا
میرا بھائی بھی کیا قلندر تھا

مغفرت کی دعا دی مرشد نے
کیا ہی وہ بخت کا سکندر تھا

اس کے اوصاف بھی بیان ہوئے
تذکرہ خاندان کا بھی ہوا

پیر و مرشد نے ازراہِ شفقت
مجھ کو شاعر جماعت کا بھی کہا

تذکرہ، قیمتی اثاثہ ہے
آنے والی ہماری نسلوں کا

خود ہی موسم خیال رکھتا ہے
صدق اور عاشقی کی فصلوں کا

اے خدا! میرے پیارے بھائی سے
مغفرت کا سُلوک کیجیے گا

اور پسماندگان کے دل پر
اپنی شفقت کا ہاتھ رکھیے گا

عبدالکریم قدسی۔امریکہ

خطبہ جمعہ

آنحضرتﷺ کے عشق و محبت میں فنا اور جذبہ اطاعت سے لبریز بدری صحابی حضرت سعد بن عبادہؓ کی سیرت مبارکہ کا دلنشیں تذکرہ

جب رسول اللہؐ مدینہ تشریف لائے تو سعد بن عبادہؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں روزانہ گوشت،دودھ یاسرکہ اور زیتون کی ثرید کا بڑا پیالہ بھیجتے

رسول اللہؐ نے سات ماہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر قیام فرمایا،حضرت سعدؓ اور حضرت اسعد بن زرارہؓ کا پیالہ ہر روز آپؐ کی خدمت میں آتا

حضرت ام ایوبؓ نے کہا میں نے نہیں دیکھا آنحضرتؐ نے کسی مخصوص کھانے کا حکم دیا ہو اور نہ ہی یہ دیکھا کہ آپؐ نے کبھی کھانے میں عیب نکالا ہو

آنحضرتؐ نے مدینہ تشریف لانے کے ایک سال بعد ابواء مقام کی طرف کوچ فرمایا اور مدینہ میں حضرت سعد بن عبادہؓ کو اپنا جانشین یا امیر مقرر فرمایا

غزوہ بدر کے موقع پر حضرت سعدؓ نے عضب نامی تلوار آنحضرتؐ کی خدمت میں تحفۃً پیش کی،آپؐ نے اسی تلوار کے ساتھ غزوہ میں شرکت فرمائی

غزوہ احد کے موقع پر جو صحابہؓ رسول اللہؐ کے پاس ثابت قدمی سے کھڑے رہے ان میں حضرت سعد بن عبادہؓ بھی تھے

حضرت سعد بن عبادہؓ صدقہ اور خیرات اور غریبوں کی مدد میں بڑا کھلا دل اور بڑا کھلا ہاتھ رکھتے تھے

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 27 دسمبر 2019ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ خطبے میں حضرت سعد بن عُبادہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ ان کے بارے میں آج مزید کچھ بیان کروں گا۔ حضرت سعد بن عُبادہ بیعتِ عَقبہ ثانیہ کے موقعے پر بنائے جانے والے بارہ نُقَباء میں سے ایک تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 461 سعد بن عُبادہ ، دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

ان کے بارے میں سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں بیان کیا ہے کہ ’’قبیلہ خزرج کے خاندان بنو سَاعدہ سے تھے اور تمام قبیلہ خزرج کے رئیس تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ممتاز ترین انصار میں شمار ہوتے تھے۔ حتّٰی کہ آنحضرتؐ کی وفات پر بعض انصار نے انہی کو خلافت کے لیے پیش کیا تھا۔‘‘ یعنی انصار میں سے جو نام پیش ہوا تھا وہ ان کا نام تھا۔ ’’...... حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فوت ہوئے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 230)

حضرت سعد بن عُبادہؓ، مُنذِر بن عمروؓ اور ابو دجانہؓ ،یہ تین اشخاص تھے انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو ان سب نے اپنے قبیلہ بنو ساعدہ کے بت توڑ ڈالے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 461 سعد بن عُبادہ ، دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

ہجرتِ مدینہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنو ساعدہ کے گھروں کے پاس سے گزرے تو حضرت سَعد بن عُبادہؓ اور حضرت مُنذِر بن عَمروؓ اور حضرت ابو دجانہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ ہمارے پاس عزت ہے۔ دولت، قوت اور مضبوطی ہے۔ حضرت سعد بن عُبادہؓ نے یہ بھی عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میری قوم میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کے کھجوروں کے باغات مجھ سے زیادہ ہوں اور اس کے کنویں مجھ سے زیادہ ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ دولت، قوت اور کثیر تعداد بھی ہو۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ثابت! اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو ، یہ مامور ہے۔(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 3 صفحہ 272 الباب السادس فی قدومہﷺ باطن المدینۃ ......، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) یہ اپنی مرضی سے کہیں جائے گی ۔حضرت سعد بن عُبادہؓ قبیلہ بنو ساعدہ کے نقیب تھے جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا کہ جو نقیب مقرر کیے گئے تھے ان میں ان کا بھی نام تھا۔

کہا جاتا ہے کہ قبیلہ اوس اور خزرج میں ایسا کوئی گھر نہ تھا جس میں چار شخص پے در پے فیاض ہوں۔ بڑے کھلے دل کے ہوں سوائے دُلیم کے، پھر اس کے بیٹے عُبادہ کے، پھر اس کے بیٹے سعد کے، پھر اس کے بیٹے قیس کے۔ دُلیم اور اس کے اہلِ خانہ کی سخاوت کے بارے میں بہت سی اچھی خبریں مشہور تھیں۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 441 ،سعد بن عُبادہ، دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو سعدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روزانہ ایک بڑا پیالہ بھیجتے جس میں گوشت اور ثرید، گوشت میں پکے ہوئے روٹی کے ٹکڑے یا دودھ کا ثرید یا سرکے اور زیتون کا ثرید یا چربی کا پیالہ بھیجتے اور زیادہ تر گوشت کا پیالہ ہی ہوتا تھا۔ سعد کا پیالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپؐ کی ازواجِ مطہرات کے گھروں میں چکر لگایا کرتا تھا۔(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 461 سعد بن عُبادہ ، دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) یعنی یہ کھانا تھا جو مختلف ازواج کے لیے جایا کرتا تھا ۔بعض روایات ایسی بھی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ایسے دن بھی آتے تھے کہ کھانا نہیں ہوتا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب الھبۃ و فضلھا ... باب فضل الھبۃ حدیث 2567)

ہو سکتا ہے کہ یہ روزانہ نہیں اکثر بھیجتے ہوں یا شروع میں بھیجتے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سخاوت کی وجہ سے، غریبوں کے خیال کی وجہ سے بعض اوقات انہیں غرباء میں تقسیم کر دیتے ہوں، مہمانوں کو کھلا دیتے ہوں اس لیے اپنے گھر میں کچھ نہیں ہوتا تھا۔

بہرحال ایک روایت اَور ہے، حضرت زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوایوب انصاریؓ کے ہاں قیام فرمایا تو آپؐ کے ہاں کوئی ہدیہ نہیں آیا۔ پہلا ہدیہ جو میں آپؐ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تھا وہ ایک پیالہ تھا جس میں گندم کی روٹی کی ثرید، گوشت اور دودھ تھا۔ میں نے اسے آپؐ کے سامنے پیش کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! یہ پیالہ میری والدہ نے آپؐ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اس میں برکت ڈالے اور آپؐ نے اپنے صحابہ کو بلایا تو انہوں نے بھی اس میں سے کھایا۔ کہتے ہیں میں ابھی دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ سعد بن عُبادہؓ بھی ایک پیالہ لے کر حاضر ہوئے جسے ان کا غلام اپنے سر پر اٹھائے ہوئے تھا۔ وہ کافی بڑا تھا۔ میں حضرت ابوایوبؓ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اس پیالے کا کپڑا اٹھایا تا کہ میں اسے دیکھوں تو میں نے ثرید دیکھی جس میں ہڈیاں تھیں۔ اس غلام نے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ ہم بنو مالک بن نجار کے گھروں میں رہتے تھے۔ ہم میں سے تین یا چار افراد ہر رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باری باری کھانا لے کر حاضر ہوتے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ماہ حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر میں قیام فرمایا۔ ان ایام میں حضرت سعد بن عُبادہؓ اور حضرت اَسعد بن زُرارہؓ کا پیالہ ہر روز آپؐ کی خدمت میں آتا تھا اور اس میں کبھی ناغہ نہیں ہوتا تھا۔یہاں کچھ وضاحت بھی ہو گئی کہ شروع میں روزانہ کھانا آتا تھا ۔ سات مہینے تک باقاعدہ آتا رہا ۔ اس کے بعد بھی آتا ہو گا لیکن شاید اس باقاعدگی سے نہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اسی

کے متعلق جب حضرت ام ایوبؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے ہاں قیام فرمایا تھا اس لیے آپ بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا کون سا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ آپؐ نے کسی مخصوص کھانے کا کبھی حکم دیا ہو اور پھر وہ آپؐ کے لیے تیار کیا گیا ہو اور نہ ہی ہم نے کبھی یہ دیکھا کہ آپؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا ہو اور آپؐ نے اس میں عیب نکالا ہو۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب نے مجھے بتایا کہ ایک رات حضرت سعد بن عُبادہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ بھجوایا جس میں **طَفَیْشَلْ** تھا۔ یہ شوربہ کی ایک قسم ہے۔ آپؐ نے وہ سیر ہو کر پیا اور میں نے اس کے علاوہ آپؐ کو کبھی اس طرح سیر ہو کر پیتے نہیں دیکھا۔ پھر ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ بنایا کرتے تھے۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ لاؤ یا وہ پکاؤ۔ کبھی عیب نہیں نکالا لیکن جو کھانا آتا تھا اس میں سے یہ کھانا آپؐ کو پسند آیا اور آپؐ نے بڑے شوق سے کھایا یا پیا۔ اس کے بعد سے پھر صحابہ کو پتا لگ گیا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند ہے تو اس کے مطابق پھر بناتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے لیے **هَرِيْس**، مشہور کھانا ہے جو گندم اور گوشت سے بنایا جاتا ہے، یہ بھی بنایا کرتے تھے جو آپؐ کو پسند تھا اور رات کے کھانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پانچ سے لے کر سولہ تک افراد ہوتے تھے جس کا انحصار کھانے کی قلت یا کثرت پر ہوتا تھا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد3صفحہ 275 الباب السادس فی قدومہﷺ باطن المدینۃ ...... ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد3صفحہ 279 الباب السادس فی قدومہﷺ باطن المدینۃ ...... ،دارالکتب العلمیہ 1993ء) (لغات الحدیث جلد4صفحہ 572 مطبوعہ علی آصف پرنٹرز لاہور2005ء)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے دنوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس مکان میں آپؐ نے سات ماہ تک یا ابن اسحاق کی روایت کے مطابق اور ابن اسحاق کی روایت یہ ہے کہ ماہ صفر2ہجری تک قیام فرمایا تھا گویا جب تک مسجد نبوی اور اس کے ساتھ والے حجرے تیار نہیں ہو گئے آپؐ اسی جگہ مقیم رہے۔ ابوایوبؓ آپؐ کی خدمت میں کھانا بھجواتے تھے اور پھر جو کھانا بچ کر آتا تھا وہ حضرت ابو ایوبؓ خود کھاتے تھے ۔ اور محبت و اخلاص کی وجہ سے اسی جگہ انگلیاں ڈالتے تھے جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا ہوتا۔ دوسرے اصحاب بھی عموماً آپؐ کی خدمت میں کھانا بھیجا کرتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں میں سعد بن عُبادہؓ رئیس قبیلہ خزرج کا نام تاریخ میں خاص طور پر مذکور ہوا ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ268)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن عُبادہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ !آپؐ ہمارے گھر تشریف لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعدؓ کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ کھجور اور تِل لے آئے پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ کا پیالہ لائے جس میں سے آپؐ نے پیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 7صفحہ 200 الباب الرابع فی أکلہﷺ أطعمة مختلفة ، فی أکلہﷺ الکسب والسّمسم، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

قیس بن سعدؓ ، سعد بن عُبادہؓ کے بیٹے ہیں ، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کے لیے ہمارے گھر تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا ’السلام علیکم ورحمۃ اللہ‘۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں کوسلام کیا۔ قیسؓ نے کہا کہ میرے والد سعدؓ نے آہستہ سے جواب دیا۔ قیسؓ نے کہا میں نے ان سے پوچھا، اپنے باپ سے پوچھا کہ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر آنے کا نہیں کہیں گے؟ حضرت سعدؓ نے ، باپ نے ، بیٹے کو یہ جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر زیادہ سلام کر لینے دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سلام کر کے واپس ہوئے۔ یعنی آپؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا۔ میں نے آہستہ سے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ سلام کریں گے تو اس طرح ہمارے گھر میں سلامتی پہنچے گی۔ بہرحال کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کر کے واپس ہوئے تو پھر سعدؓ آپؐ کے پیچھے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ! میں آپؐ کے سلام کو سنتا اور آپؐ کو آہستہ سے جواب دیتا تاکہ آپؐ ہم پر زیادہ سلام بھیجیں۔ پھر آپؐ سعدؓ کے ہمراہ لوٹ آئے۔ سعدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل کا عرض کیا۔ آپؐ نے غسل فرمایا۔ سعدؓ نے آپؐ کو زعفران یا **وَرْس** جو یمن کے علاقے میں پیدا ہونے والا ایک زرد رنگ کا پودا ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں اس سے رنگا ہوا ایک لحاف دیا۔ آپؐ نے اسے ارد گرد لپیٹ لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ اے اللہ! اپنے درود اور اپنی رحمت سعد بن عُبادہؓ کی اولاد پر نازل کر۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد 2 صفحہ -442 441 سعد بن عُبادہ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء) (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد 2 صفحہ 222 کتاب العلم مطبوعہ دار الفکر بیروت)

یہ روایت حضرت انسؓ سے اس طرح مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عُبادہؓ کے ہاں اندر آنا چاہا ،گھر میں جانا چاہا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ حضرت سعدؓ نے آہستہ سے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی نہ دیا حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ سلام کیا اور سعدؓ نے تینوں مرتبہ اسی طرح جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی نہ دیا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ آپؐ کے پیچھے گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ نے جتنی مرتبہ بھی سلام کہا میں نے اپنے کانوں سے سنا اور اس کا جواب دیا لیکن آپؐ کو نہیں سنایا۔ آپؐ کو میری آواز نہیں آئی۔ میں چاہتا تھا کہ آپؐ کی سلامتی اور برکت کی دعا کثرت سے حاصل کروں۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لے گئے اور کشمش پیش کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تناول کرنے کے بعد فرمایا تمہارا کھانا نیک لوگ کھاتے رہیں اور تم پر ملائکہ رحمت کی دعائیں کرتے رہیں اور روزے دار تمہارے ہاں افطاری کرتے رہیں۔ آپؐ نے ان کو دعا دی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد4صفحہ357-356مسند انس بن مالک حدیث12433 مطبوعہ عالم الکتب بیروت1998ء)

علامہ ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ اہلِ صفہ جب شام کرتے تو ان میں سے کوئی شخص کسی ایک یا دو کو کھانا کھلانے کے لیے لے جاتا تاہم حضرت سعد بن عُبادہؓ اَسّی اہلِ صفہ کو کھانا کھلانے کے لیے اپنے ساتھ لے جاتے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ،جلد 3،صفحہ 56،سعد بن عُبادہ،دارلکتب العلمیہ بیروت1995ء)

یعنی اکثر یہ ہوتا تھا لیکن ایسی روایات بھی ہیں کہ اہلِ صفہ پر ایسے دن بھی آئے جب ان کو بھوکا بھی رہنا پڑا۔ بہرحال صحابہ عموماً ان غرباء کا خیال رکھا کرتے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دَر پر بیٹھے ہوتے تھے اور ان کا سب سے زیادہ خیال رکھنے والے حضرت سَعد بن عُبادہؓ تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف لانے کے ایک سال بعد ماہ صفر میں **ابواء**،جو مدینہ سے مکے کی شاہراہ پر **جُحفہ** سے 23میل دور واقع ہے۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کی قبر بھی ہے، اس کی طرف کوچ فرمایا۔ آپؐ کا جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں حضرت سعد بن عُبادہؓ کو اپنا جانشین یا امیر مقرر فرمایا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 5 باب غزوۃ الابواء،دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(اٹلس سیرت نبویﷺ صفحہ 84 مطبوعہ دار السلام 1424ھ)

غزوۂ **ابواء** کا دوسرا نام غزوۂ **وَدَّان** بیان کیا جاتا ہے۔ سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے غزوۂ وَدَّان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ کبھی تو خود صحابہؓ کو ساتھ لے کر نکلتے تھے اور کبھی کسی صحابی کی امارت میں کوئی دستہ روانہ فرماتے تھے۔ مؤرخین نے ہر دو قسم کی مہموں کو الگ الگ نام دیے ہیں۔ چنانچہ جس مہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفسِ نفیس شامل ہوئے ہوں اس کا نام مؤرخین غزوہ رکھتے ہیں اور جس میں آپؐ خود شامل نہ ہوئے ہوں اس کا نام **سَرِیَّہ** یا **بَعْث** رکھا جاتا ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ غزوہ اور سَرِیَّہ دونوں میں مخصوص طور پر جہاد بالسیف کی غرض سے نکلنا ضروری نہیں‘‘ ضروری نہیں ہے کہ تلوار کے جہاد کے لیے نکلا جائے۔ ’’بلکہ ہر وہ سفر جس میں آپؐ جنگ کی حالت میں شریک ہوئے ہوں غزوہ کہلاتا ہے خواہ وہ خصوصیت کے ساتھ لڑنے کی غرض سے نہ کیا گیا ہو اور اسی طرح ہر وہ سفر جو آپؐ کے حکم سے کسی جماعت نے کیا ہو مؤرخین کی اصطلاح میں **سَرِیَّہ** یا **بَعْث** کہلاتا ہے خواہ اس کی غرض وغایت لڑائی نہ ہو لیکن بعض لوگ ناواقفیت سے ہر غزوہ اور سَرِیَّہ کو لڑائی کی مہم سمجھنے لگ جاتے ہیں جو درست نہیں ہے ۔

یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ جہاد بالسیف کی اجازت ہجرت کے دوسرے سال ماہ صفر میں نازل ہوئی۔‘‘ تھی۔ یہ گذشتہ خطبوں میں پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ ’’چونکہ قریش کے خونی ارادوں اوران کی خطرناک کارروائیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے فوری کارروائی کی ضرورت تھی اس لیے آپؐ اسی ماہ میں مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ روانگی سے قبل آپؐ نے اپنے پیچھے مدینہ میں سعد بن عُبادہؓ رئیس خزرج کو امیر مقرر فرمایا اور مدینہ سے جنوب مغرب کی طرف مکہ کے راستہ پر روانہ ہو گئے اور بالآخر مقام وَدَّان تک پہنچے۔‘‘ اس کی یہ تفصیل پہلے بھی بیان ہو چکی ہے۔ ’’اس علاقہ میں قبیلہ **بنوضمرہ** کے لوگ آباد تھے۔ یہ قبیلہ بنو کنانہ کی ایک شاخ تھا اوراس طرح گویا یہ لوگ قریش کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہاں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ **بنوضمرہ** کے رئیس کے ساتھ بات چیت کی اور باہم رضا مندی سے آپس میں ایک معاہدہ ہو گیا جس کی شرطیں یہ تھیں کہ **بَنُوضَمْرَہ** مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور مسلمانوں کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کریں گے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو‘‘ یعنی **بَنُو ضَمْرَہ** کو ’’مسلمانوں کی مدد کے لیے بلائیں گے تو وہ فوراً آ جائیں گے۔ دوسری طرف آپؐ نے مسلمانوں کی طرف سے یہ عہد کیا کہ تمام مسلمان قبیلہ **بَنُوضَمْرَہ** کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور بوقتِ ضرورت ان کی مدد کریں گے۔ یہ معاہدہ باقاعدہ لکھا گیا اور فریقین کے اس پر دستخط ہوئے اورپندرہ دن کی غیر حاضری کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ غزوۂ ودان کا دوسرا نام غزوۂ اَبْواء بھی ہے کیونکہ وَدَّان کے قریب ہی ابواء کی بستی بھی ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غزوے میں **بَنُوضَمْرَہ** کے ساتھ قریش مکہ کا بھی خیال تھا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ دراصل آپؐ کی یہ مہم قریش کی خطرناک کارروائیوں کے سدباب کے لیے تھی اور اس میں اس زہریلے اورخطرناک اثر کا

ازالہ مقصود تھا جو قریش کے قافلے وغیرہ مسلمانوں کے خلاف قبائل عرب میں پیدا کر رہے تھے۔‘‘ قریش مسلمانوں کے خلاف قبیلوں میں جا کے پراپیگنڈہ کرتے تھے ’’اور جس کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت ان ایام میں بہت نازک ہو رہی تھی۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 327-328)

حضرت سعد بن عُبادہؓ کے غزوۂ بدر میں شامل ہونے کے بارے میں دو آرا بیان کی جاتی ہیں۔ واقدی، مَدَائِنِی اور ابنِ کَلْبِی کے نزدیک یہ غزوۂ بدر میں شامل ہوئے تھے۔ جبکہ ابن اسحاق اور ابن عُقْبہ اور ابن سعد کے نزدیک یہ غزوۂ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے۔

بہرحال اس کی ایک وضاحت طبقات الکبریٰ کی ایک روایت کے مطابق اس طرح ہے کہ حضرت سعد بن عُبادہؓ غزوۂ بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ وہ روانگی کی تیاری کر رہے تھے اور انصار کے گھروں میں جا کر انہیں روانگی پر تیار کر رہے تھے کہ روانگی سے پہلے انہیں کتے نے کاٹ لیا۔ اس لیے وہ غزوۂ بدر میں شامل نہ ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ سعدؓ شریک نہ ہوئے لیکن اس کے آرزو مند تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو غزوۂ بدر کے مالِ غنیمت میں سے حصہ عنایت فرمایا تھا۔ حضرت سعد بن عُبادہؓ غزوۂ احد، خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔

(الاستیعاب جلد2صفحہ 594 سعد بن عُبادہ مطبوعہ دار الجیل بیروت 1992ء) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 461 سعد بن عُبادہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) (سِیَر الصحابہؓ جلد 3 صفحہ 377 سعد بن عُبادہ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی 2004ء)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ انصار کا جھنڈا غزوۂ بدر کے روز حضرت سعد بن عُبادہؓ کے پاس تھا۔ یہ المستدرک کی روایت ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین جلد 3 صفحہ 282 کتاب معرفۃ الصحابہ باب ذکر مناقب سعد بن عُبادہ حدیث 5096، دارالکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

غزوۂ بدر پر روانگی کے وقت حضرت سعد بن عُبادہؓ نے **عضب** نامی تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفۃً پیش کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں اسی تلوار کے ساتھ شرکت کی تھی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 24 باب غزوۃ بدر الکبریٰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1993ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک گدھا بھی حضرت سعد بن عُبادہؓ نے تحفۃً پیش کیا تھا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 7 صفحہ 406 الباب الرابع فی بغالہ و حمیرہ ﷺ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1993ء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات زرہیں تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام **ذَاتُ الْفُضُوْل** تھا۔ یہ نام اسے اس کی لمبائی کی وجہ سے دیا گیا تھا اور یہ زرہ جو تھی حضرت سعد بن عُبادہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تب بھجوائی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہو چکے تھے اور یہ زرہ لوہے کی تھی۔ یہ وہی زرہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **ابوشَحْم** یہودی کے پاس جَو کے عوض بطور رہن رکھوائی تھی اور جَو کا وزن تیس صاع تھا اور ایک سال کی مدت کے لیے بطور قرض لیا گیا تھا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 7 صفحہ 368 الباب الرابع فی دروعہ و مغفرہ و بیضتہ.....مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1993ء)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس ہوتا اور انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عُبادہؓ کے پاس ہوتا اور جب جنگ زوروں پر ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے جھنڈے تلے ہوتے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 917 مسند عبداللہ بن عباس حدیث 3486 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

یعنی دشمنوں کا جو زیادہ تر زور تھا انصار کی طرف ہوتا تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں ہوتے تھے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فَدَک کی بنی ہوئی کملی ڈالی ہوئی تھی اور آپؐ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو پیچھے بٹھا لیا۔ حضرت سعد بن عُبادہؓ کی عیادت کو جا رہے تھے کیونکہ حضرت سعد بن عُبادہؓ ان دنوں میں بیمار تھے، جو بنو حارث بن خزرج کے محلے میں تھے۔ یہ واقعہ غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے۔ حضرت اسامہؓ کہتے تھے کہ چلتے چلتے آپؐ ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن اُبی بن سلول تھا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ عبداللہ بن اُبی بن سلول جو تھا ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا اور یہ وہی واقعہ ہے جس میں عبداللہ بن اُبی بن سلول نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بدتمیزی کا رویہ دکھایا تھا۔ بہرحال جب آپؐ سواری کے جانور پر بیٹھے ہوئے جا رہے تھے تو اس کی گرد، مٹی اڑی اور اس مجلس پر پڑی۔ وہ لوگ کنارے سڑک کے بیٹھے ہوں گے تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے اپنی چادر سے اپنی ناک کو ڈھانکا اور کہنے لگا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو السلام علیکم کہا اور ٹھہر گئے۔ جب اس نے یہ بات کی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کو کھڑا کر لیا۔ ٹھہر گئے اور السلام علیکم کہا اور گدھے سے اترے۔ آپؐ نے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول نے کہا اے مرد! جو بات تم کہتے ہو اس سے اچھی کوئی بات نہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو ہماری مجلس میں آ کر اس سے تکلیف نہ دیا کرو۔ ہماری مجلس میں آنے کی، یہ باتیں کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مختصر پہلے بھی ایک دفعہ میں یہ بیان کر چکا ہوں۔ اپنے ٹھکانے پر ہی واپس جاؤ۔ پھر جو تمہارے پاس آئے اسے بیان کرو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، مسلمان ہو چکے تھے، صحابی تھے انہوں نے یہ سن کر کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! آپؐ ہماری ان مجلسوں میں ہی آ کر ہمیں پڑھ کر سنایا کریں۔ ہمیں تو یہ بات پسند ہے۔ اس پر مسلمان، مشرک اور یہودی ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے۔ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جوش دبایا۔ آخر وہ رک گئے۔ اس کے بعد پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانور پر سوار ہو کر چلے گئے یہاں تک کہ حضرت سعد بن عُبادہؓ کے پاس آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا سعد! کیا تم نے سنا جو ابو حباب نے کہا۔ آپؐ کی مراد عبداللہ بن اُبی بن سلول سے تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے مجھے یوں یوں کہا ہے۔ حضرت سعد بن عُبادہؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ اس کو معاف کر دیں اور اس سے درگزر کیجیے۔ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے۔ اللہ وہ حق اب یہاں لے آیا ہے جس کو اس نے آپؐ پر نازل کیا ہے۔ اس بستی والوں نے تو یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس کو یعنی عبداللہ بن ابی بن سلول کو سرداری کا تاج پہنا کر عمامہ اس کے سر پر باندھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس حق کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عطا کیا ہے یہ منظور نہ کیا تو وہ حسد کی آگ میں جل گیا۔ اس لیے اس نے وہ کچھ کیا جو آپؐ نے دیکھا یعنی وہ سردار بننے والا تھا اور آپؐ کے آنے سے اس کی سرداری جاتی رہی۔ اس وجہ سے اس کو حسد ہے۔ آپؐ سے جلن ہے اور اس نے یہ سب کچھ کہا ہے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے درگزر کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ مشرکوں اور اہل کتاب سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی ایذا دہی پر صبر کیا کرتے تھے۔ اللہ عزّوجل نے فرمایا ہے

لَتُبْلَوُنَّ فِيۡۤ اَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ وَلَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا اَذًى كَثِيۡرًا ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ (آل عمران: 187) کہ تم ضرور اپنے اموال اور اپنی جانوں کے معاملے میں آزمائے جاؤ گے اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان سے جنہوں نے شرک کیا بہت تکلیف دہ باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً یہ ایک بڑا ہمت والا کام ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَدَّ كَثِيۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَوۡ يَرُدُّوۡنَكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَـقُّ ۚ فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (البقرۃ: 110) اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ بعد اس کے کہ حق ان پر خوب کھل چکا ہے اس حسد کی وجہ سے جو ان کی اپنی ہی جانوں سے پیدا ہوا ہے چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لے آنے کے بعد تمہیں پھر کافر بنا دیں پس تم اس وقت تک کہ اللہ اپنے حکم کو نازل فرمائے انہیں معاف کرو اور ان سے درگزر کرو اور اللہ یقیناً ہر ایک امر پر پورا پورا قادر ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عفو کو ہی مناسب سمجھتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا تھا۔ آخر اللہ نے ان کو اجازت دے دی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقام پر ان کا یعنی کافروں کا مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس لڑائی میں کفار کے، قریش کے بڑے بڑے سرغنے مار ڈالے تو عبداللہ بن اُبی بن سلول اور جو اس کے ساتھ مشرک اور بت پرست لوگ تھے تب وہ کہنے لگے کہ اب تو یہ سلسلہ شان دار ہو گیا ہے۔ کافروں کی یہ شکست دیکھ کر تب ان کو یقین آیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کر لی اور مسلمان ہو گئے۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر، تفسیر آل عمران حدیث 4566)

غزوۂ بدر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہؓ سے مشاورت کی تو حضرت سعد بن عُبادہؓ نے اس موقع پر جو کہا اس کے بارے میں ایک روایت میں تذکرہ ملتا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ابوسفیان کے آنے کی خبر ملی تو آپؐ نے مشورہ کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے گفتگو کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا۔ پھر حضرت عمرؓ نے گفتگو کی، مشورے دینے چاہے۔ آپؐ نے ان سے بھی اعراض فرمایا۔ پھر حضرت سعد بن عُبادہؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! آپؐ ہم سے مشورہ طلب کرتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آپؐ ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم انہیں ڈال دیں گے۔ اگر آپ ہمیں **بَرْکُ الْغِمَاد**، یمن کا ایک شہر ہے جو کہ سے پانچ رات کی مسافت پر سمندر کے کنارے واقع ہے، اس تک ان کے جگر مارنے کا حکم دیں تو ہم ایسا ضرور کریں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا۔ وہ چلے یہاں تک کہ بدر میں اترے۔ یہ بات سن کے پھر آپؐ اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر چلے اور بدر کے مقام تک پہنچے۔ وہاں قریش کے پانی لانے والے آئے اور ان میں بنو حجاج کا ایک سیاہ لڑکا بھی تھا۔ انہوں نے اسے پکڑ لیا یعنی مسلمانوں نے اسے پکڑ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھتے رہے۔ کیونکہ پہلے یہی پتا لگا تھا کہ ابوسفیان اپنے ایک بڑے لشکر کے ساتھ یا شاید گروہ کے ساتھ آ رہا ہے۔ بہرحال ان سے

ابو سفیان کے بارے میں پوچھتے رہے۔ وہ یہ کہتا رہا کہ مجھے ابوسفیان کے بارے میں کچھ علم نہیں لیکن یہ ابوجہل اور عُتبہ اور شَیبہ اور اُمیہ بن خلف ہیں۔ یہ ضرور یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ابوجہل بھی ہے، عتبہ بھی ہے، شیبہ بھی ہے، امیہ بن خلف بھی ہے۔ جب اس نے یہ کہا تو انہوں نے اسے مارا۔ اس نے کہا اچھا میں تمھیں بتاتا ہوں۔ یہ ہے ابوسفیان یعنی کہ ابوسفیان بھی ان میں شامل ہے۔ جب انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے پھر پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھے ابوسفیان کا کوئی علم نہیں لیکن یہ ابوجہل اور عتبہ اور شیبہ اور امیہ بن خلف لوگوں میں موجود ہیں۔ یہ جو گروہ آیا ہوا ہے یا ایک لشکر بدر کے قریب ٹھہرا ہوا ہے اس میں یہ یہ لوگ موجود ہیں لیکن ابوسفیان نہیں ہے۔ جب اس نے ایسا کہا تو انہوں نے پھر اسے مارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کھڑے نماز پڑھ رہے تھے جب آپؐ نے یہ صورت دیکھی تو سلام پھیرا اور فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ تم سے سچ بولتا ہے تو تم اسے مارتے ہو اور جب وہ تم سے جھوٹ بولتا ہے تو تم اسے چھوڑ دیتے ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لڑکا جو کہہ رہا ہے ٹھیک کہہ رہا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے۔ یعنی جو دشمنوں کے نام لیے تھے۔ اور بتایا کہ یہ بدر کا میدان ہے یہاں فلاں گرے گا۔ راوی کہتے ہیں آپؐ اپنا ہاتھ زمین پر رکھتے تھے کہ یہاں یہاں۔ راوی کہتے ہیں ان میں سے کوئی اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر نہیں ہٹا یعنی جو دشمن تھے وہیں گرے اور مرے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے نشان دہی کی تھی۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوہ بدر حدیث (1779))(فرہنگ سیرت صفحہ 57 مطبوعہ زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

غزوۂ احد سے قبل ایک جمعہ کی شام حضرت سعد بن مُعاذؓ، حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ اور حضرت سَعد بن عُبادہؓ مسجد نبوی میں ہتھیار پہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر صبح تک پہرہ دیتے رہے۔ غزوۂ احد کے لیے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے نکلنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور کمان کندھے پر ڈال لی اور نیزہ اپنے ہاتھ میں لے لیا تو دونوں سعد یعنی حضرت سعد بن مُعاذؓ اور حضرت سعد بن عُبادہؓ آپؐ کے آگے آگے دوڑنے لگے۔ یہ دونوں صحابہ زرہ پہنے ہوئے تھے اور باقی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 28 تا 30، غزوۃ رسول اللہ احداً مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے غزوۂ احد کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک بڑی جماعت کے ہمراہ نماز عصر کے بعد مدینے سے نکلے۔ قبیلہ اوس اور خزرج کے رؤسا سعد بن مُعاذؓ اور سعد بن عُبادہؓ آپؐ کی سواری کے سامنے آہستہ آہستہ دوڑتے جاتے تھے اور باقی صحابہ آپؐ کے دائیں اور بائیں اور پیچھے چل رہے تھے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے، صفحہ 486)

غزوۂ احد کے موقعے پر جو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثابت قدمی سے کھڑے رہے ان میں حضرت سعد بن عُبادہؓ بھی تھے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 197 ذکر ثبات رسول اللہ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 1993ء)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد سے مدینہ واپس تشریف لائے اور اپنے گھوڑے سے اترے تو آپ حضرت سعد بن مُعاذؓ اور حضرت سعد بن عُبادہؓ کا سہارا لیتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوئے۔(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 229 باب غزوہ اُحد ذکر رحیل رسول اللہ ﷺ الی المدینة، دار الکتب العلمیة بیروت 1993ء)زخمی تھے۔ اس حالت میں جب اترے تو آپؐ نے ان دونوں کا سہارا لیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حمراء الاسد میں ہمارا عام زادِ راہ کھجوریں تھیں۔ غزوۂ حمراء الاسد شوال 3 ہجری میں ہوا۔ غزوۂ احد سے واپسی پر قریش کے لوگ **روحاء** مقام پر ٹھہرے جو مدینہ سے 36 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس جگہ قریش کو خیال آیا کہ مسلمانوں کو نقصان بہت پہنچا ہے۔ واپس جا کر مدینے پر اچانک حملہ کر دینا چاہیے اور مسلمان مقابلہ نہیں کر سکیں گے کیونکہ کافی ان کو نقصان پہنچ چکا ہے۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے تعاقب میں نکلے اور **حمراء الاسد** مقام تک پہنچے۔ آپؐ کو بھی پتا لگا کہ یہ ارادہ ہے تو آپؐ نے کہا چلو ہم ان کے تعاقب میں چلتے ہیں۔ **حمراء الاسد** مدینہ سے ذوالحلیفہ کی جانب آٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔ قریشی لشکر کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خبر ملی تو وہ مکے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان بجائے اس کے کہ کمزور ہوں یہ تو ہم پر حملہ کرنے آ رہے ہیں تو وہ دوڑ گئے۔ حضرت سعد بن عُبادہؓ تیس اونٹ اور کھجوریں لائے جو حمراء الاسد مقام تک ہمارے لیے وافر رہیں۔ راوی نے لکھا ہے وہ اونٹ بھی لے کر آئے تھے جو کسی دن دو یا کسی دن تین کر کے ذبح کیے جاتے تھے۔(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 310 الباب الرابع عشر فی غزوۃ حمراء الاسد مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 1993ء)(فرہنگ سیرت صفحہ 106 مطبوعہ زوار اکیڈمی کراچی 2003ء) (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 354) (شرح الزرقانی جلد 2 صفحہ 464 باب غزوہ حمراء الاسد مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)اور ان کو کھایا جاتا تھا۔

غزوۂ بنو نضیر، یہ غزوہ ربیع الاول 4 ہجری میں ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے قبیلہ بنونضیر کے قلعوں کا 15 روز تک محاصرہ کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو خیبر کی طرف جلا وطن کر دیا تھا۔ اس موقع پر اموال غنیمت حاصل ہوا تو آپؐ نے حضرت ثابت بن قیس کو بلا کر فرمایا۔ میرے پاس اپنی قوم کو بلاؤ۔ حضرت ثابت بن قیس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا خزرج کو؟ آپؐ نے فرمایا نہیں تمام انصار کو بلاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اوس اور خزرج کو آپؐ کے لیے بلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر آپؐ نے انصار کے ان احسانات کا ذکر کیا جو انہوں نے مہاجرین پر کیے ہیں۔ تم نے مہاجرین پر کس طرح احسان کیے ہیں کہ انہیں اپنے گھروں میں ٹھہرایا اور مہاجرین کو اپنے نفوس پر ترجیح دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں بنو نضیر سے حاصل ہونے والے مال سے، وہ اموال غنیمت جو کفار سے جنگ کے بغیر مسلمانوں کو حاصل ہو، یہ وہ مال تھا، اس میں سے تم میں اور مہاجرین میں برابر تقسیم کر دوں۔ اس حالت میں مہاجرین حسب سابق تمہارے گھروں اور اموال میں رہیں گے اور اگر تم پسند کرو تو یہ اموال میں مہاجرین میں تقسیم کر دوں، یعنی آدھا آدھا تقسیم کروں تو ٹھیک ہے جس طرح تم پہلے ان سے سلوک کر رہے ہو مہاجرین سے کرتے رہو، تمہارے گھروں میں بھی رہتے رہیں گے۔ مؤاخات قائم رہے گی جس طرح یہ سلسلہ چل رہا ہے ۔ لیکن اگر تم پسند کرو تو یہ اموال میں مہاجرین میں تقسیم کر دوں جس کے نتیجہ میں وہ تمہارے گھروں سے نکل جائیں گے۔ مال سارا ان کو مل جائے گا لیکن وہ تمہارے گھروں سے پھر نکل جائیں گے۔ کوئی حق نہیں رہے گا جو پہلے ایک قائم کیا گیا تھا ۔ اس پر حضرت سعد بن عُبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن مُعاذؓ دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپؐ یہ اموال مہاجرین میں تقسیم فرما دیں اور وہ ہمارے گھروں میں اسی طرح ہوں گے جیسا کہ پہلے تھے۔ ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ آپ یہ تمام مال انہی میں تقسیم کر دیں۔ انصار کو دینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ان کا جو حق ہے اور مہاجرین اور انصار کی جو مؤاخات قائم ہوئی ہوئی ہے، جو حق ہے ہمارے گھروں میں آنے جانے کا، رہنے کا وہ بھی اسی طرح قائم رہے گا اور انصار نے باآواز بلند عرض کی کہ یا رسول اللہ !ہم راضی ہیں اور ہمارا سرِ تسلیم خم ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! انصار اور انصار کے بیٹوں پر رحم فرما۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مالِ فَے عطا فرمایا وہ آپ نے مہاجرین میں تقسیم فرمایا اور انصار میں سے دو صحابہ کے علاوہ کسی کو کچھ نہ دیا وہ دونوں صحابہ جو انصار کے تھے ضرورت مند تھے وہ دونوں حضرت سہل بن حُنیفؓ اور حضرت ابو دجانہؓ تھے اور آپ نے حضرت سعد بن مُعاذؓ کو ابن ابی حقیق کی تلوار عطا فرمائی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 325 ذکر خروج بنی النضیر من أرضھم مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 1993ء)(اٹلس سیرتِ نبوی ﷺ صفحہ 264-265 دار السلام 1424ھ) (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد 12 صفحہ 204 کتاب الوکالة مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت 2003ء)

حضرت سعدؓ کی والدہ حضرت عَمرہ بنت مسعودؓ جو صحابیات میں سے تھیں ان کی وفات اس وقت ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ **دومة الجندل** کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ غزوہ ربیع الاول 5 ہجری میں ہوا تھا۔ حضرت سعدؓ اس غزوہ میں آپؐ کے ہم رکاب تھے۔

سعید بن مُسَیَّبؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن عُبادہؓ کی والدہ کی وفات اس وقت ہوئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر تھے۔ سعد نے عرض کیا کہ میری والدہ کی وفات ہو گئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپؐ ان کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ آپؐ نے نماز جنازہ پڑھائی حالانکہ انہیں فوت ہوئے ایک مہینہ ہو چکا تھا۔ ایک مہینے کے بعد انہیں خبر پہنچی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سعد بن عُبادہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ پر تھی اور وہ اس کو پورا کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئی تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان کی طرف سے اسے پورا کرو۔

حضرت سعید بن مسیّبؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن عُبادہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میری والدہ کی وفات ہو گئی ہے۔ انہوں نے وصیت نہیں کی تھی۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا وہ انہیں مفید ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا کہ کون سا صدقہ آپؐ کو زیادہ پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا پانی پلاؤ۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 461-462 سعد بن عُبادہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

لگتا ہے اس وقت پانی کی کمی تھی۔ کافی ضرورت تھی۔ بہرحال ایک روایت میں ہے کہ اس پر حضرت سعدنے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ ام سعد کی خاطر ہے۔ ان کے نام پر وہ جاری کر دیا۔

علامہ ابوطیب شمس الحق عظیم آبادی ہیں انہوں نے ابوداؤد کی شرح میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ پانی ہے یعنی حضرت سعدؓ کو کہا کہ پانی پلاؤ ۔اس کی وجہ یہ تھی کہ ان ایام میں پانی کم یاب تھا یا اس لیے کہ پانی کی ضرورت عام طور پر تمام اشیاء کی نسبت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ پانی کا صدقہ آپؐ نے اس لیے بھی افضل قرار دیا کیونکہ یہ دینی اور دنیاوی معاملات میں بالخصوص ان گرم ممالک میں سب سے زیادہ نفع رساں چیز ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس احسان کا ذکر فرمایا ہے کہ **وَأَنْزَلْنَا مِنَ**

السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا کہ اور ہم نے آسمان سے پاکیزہ پانی اتارا۔ وہاں مدینے میں پانی افضل ترین تھا۔ گرمی کی شدت کی وجہ سے عمومی ضرورت اور پانی کی کم یابی کی وجہ سے اس کو بہت قیمتی سمجھا جاتا تھا۔

(عون المعبود شرح سنن ابی داؤد جلد 3 صفحہ 66-65 کتاب الزکاۃ باب فی فضل سقی الماء مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

اور پانی کو تو آج بھی قیمتی سمجھا جاتا ہے۔ اس کے لیے حکومتیں بھی کہتی رہتی ہیں۔ خیال بھی رکھنا چاہیے۔ بہرحال انہوں نے صرف اسی پر بس نہیں کیا کہ پانی کا کنواں کھود دیا۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عُبادہؓ جو بنو ساعدہ میں سے تھے ان کی والدہ فوت ہو گئیں اور اس وقت وہ موجود نہ تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اور میں اس وقت ان کے پاس موجود نہ تھا۔ یہ آنے کے بعد پتا لگا ہو گا۔ پہلے شاید میں نے سفر میں کہہ دیا تھا ۔ بہرحال سفر میں پتا لگا یا آنے کے بعد پتا لگا لیکن بہرحال وہ موجود نہیں تھے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اس وقت یہ عرض کیا کہ میں موجود نہیں تھا تو کیا میرا ان کی طرف سے کچھ صدقہ کرنا ان کو نفع دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! پھر میں آپؐ کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میرا باغ مِخْرَاف ہے وہ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الوصایا، باب الاشہاد فی الوقف والصدقۃ حدیث 2762)

صدقہ اور خیرات اور غریبوں کی مدد میں بڑا کھلا دل رکھتے تھے اور بڑا کھلا ہاتھ رکھتے تھے۔ ابھی ان کا ذکر چل رہا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گا۔

(الفضل انٹر نیشنل 17 جنوری 2020ء)

بقیہ از صفحہ 8 جلسہ گوئٹے مالا

نے بائبل اور اسلام کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد خاکسار نے مہمانوں کی آمد پر شکریہ ادا کیا اور گوئٹے مالا میں احمدیت کے حوالہ سے تقریر کی۔

اس کے بعد مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب نے جماعت کے قیام کا مقصد اور اسلام کی امن اور محبت کی تعلیم بیان کی۔ دعا کے بعد سب حاضرین کو عشائیہ پیش کیا گیا۔ اس پروگرام میں وکلاء اور یونیورسٹیز کے پروفیسرز کے علاوہ ایک کانگریس وومین بھی شامل ہوئیں۔

تیسرا روز : صبح ساڑھے نو بجے پانچواں اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ اور نظم کے بعد مکرم ہنس لیموس صاحب (ایک لوکل خادم)نے آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ پر ایک مضمون حاضرین کو پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد خاکسار نے ’حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب سے نجات ‘کے موضوع پر تقریر کی۔

اس کے بعد دلچسپ سوالات کا سلسلہ شروع ہوگیا جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ سوالا ت کا سلسلہ جاری رہا۔ آخری تقریر مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب کی تھی جس میں انہوں نے جماعتی روایات کا تفصیلی ذکر کیا،چندوں اور دیگر تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ گوئٹے مالا کو دہرایا۔ دعا کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں جس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔

کھانے کے بعد بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کرنے والے احباب و خواتین میں سے پہلے مردوں اور پھر خواتین کو خاکسار اور مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب نے بٹھا کر دوبارہ تفصیل کے ساتھ شرائط بیعت،بیعت کا مقصد ،خلافت کی برکات سمجھائیں۔ الحمدللہ اس موقع پر 32احباب و خواتین بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔بیعتیں ہوئیں اور اس طرح جلسہ کا اختتام ہوا۔الحمدللہ

گوئٹے مالا کی دوسری مسجد ’مسجد نور‘ کا کابون کے علاقہ میں سنگ بنیاد

مورخہ 24 دسمبر کو دوپہر 11بجے تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے تقریب کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا جس کے بعد مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب نے بیان کیا کہ مسجد کی تعمیر کا مقصد، خدائے واحدویگانہ کی عبادت اور انسانیت میں مساوات،امن اور محبت کی تعلیم دینا ہے۔ مکرم عبدالستار خاں صاحب مبلغ سلسلہ کولمبیا نے مختصر خطاب فرمایا،مہمانوں نےاپنے تاثرات بیان کیے اور اسلام احمدیت کے امن اور مساوات کے پیغام کو بہت پسند کیا۔ مہمانوں کے علاوہ 55 لوکل احمدی بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔

اس کے بعد مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا،سب سے پہلے مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب نے پیارے آقا کا عطا کیا ہوا تبرک دعاؤں کے ساتھ رکھا اس کے بعد خاکسار نے اینٹ رکھی اس کے بعد مکرم عبدالستار صاحب مبلغ سلسلہ کولمبا نے اینٹ رکھی۔

اس کے بعد مربیان کرام،واقفین، لوکل مہمانان،لوکل احمدیوں اور بچوں نے بھی باری باری اینٹیں رکھیں۔الحمدللہ

دعا کے بعد سب احباب کو دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

(رپورٹ عامر نفیس ۔ مبلغ سلسلہ گوئٹے مالا)

بقیہ از صفحہ نمبر 1 خلاصہ خطبہ جمعہ

سنا ، آپؓ فرماتے تھے کہ تم کو معلوم ہے کہ پہلے خلیفہ کا دشمن کون تھا ، پھر خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ قرآن پڑھو ، تمہیں معلوم ہو گا کہ اس کا دشمن ابلیس تھا ۔ اس کے بعد خلیفہ اولؓ نے فرمایا:میں بھی خلیفہ ہوں اور جو میرا دشمن ہے وہ بھی ابلیس ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ خلیفہ مامور نہیں ہوتا گو یہ ضروری بھی نہیں کہ وہ مامور نہ ہو۔ حضرت آدمؑ اور حضرت داؤدؑ مامور بھی تھے اور خلیفہ بھی تھےاور اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ مامور بھی تھے اور خلیفہ بھی تھےاور پھر تمام انبیاء مامور بھی ہوتے ہیں اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ بھی ۔ جس طرح ہر انسان ایک طور پر خلیفہ ہے اسی طرح انبیاء بھی خلیفہ ہوتے ہیں مگر ایک وہ خلفاء ہوتے ہیں جو کبھی مامور نہیں ہوتے۔ گو اطاعت کے لحاظ سے ان میں اور انبیاء میں کوئی فرق نہیں ہوتا ۔اطاعت جس طرح نبی کی ضروری ہوتی ہے ویسے ہی خلفاء کی بھی ضروری ہوتی ہے۔ ہاں ان دونوں اطاعتوں میں ایک امتیاز اور فرق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ وحیٔ الٰہی اور پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے مگر خلیفہ کی اطاعت اس لئے نہیں کی جاتی کہ وہ وحیٔ الٰہی اور تمام پاکیزگی کا مرکز ہے بلکہ اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ تنفیذ وحیٔ الٰہی اور تمام نظام کا مرکز ہے یعنی جو وحی نبی پر اتری ہے اس کی تنفیذ کرنے والا ہے اور جو نظام نبی نے قائم کیا ہے اس کو چلانے کا مرکز ہے خلیفہ۔ اس لئے واقف اور اہل علم لوگ کہا کرتے ہیں کہ انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور خلفاء کو عصمت صغریٰ۔

آپؓ فرماتے ہیں: خلیفہ اولؓ سے میں نے سنا، آپؓ فرماتے تھے کہ تم میرے کسی ذاتی فعل میں عیب نکال کر اس اطاعت سے باہر نہیں ہو سکتے جو خدا نے تم پر عائد کی ہے کیونکہ جس کام کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں وہ اور ہے اور وہ نظام کا اتحاد ہے اس لئے میری فرمانبرداری ضروری اور لازمی ہے۔ فرمایا: انبیاء کے متعلق جہاں الٰہی سنت یہ ہے کہ سوائے بشری کمزوریوں کے جس میں توحید اور رسالت میں فرق ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ دخل نہیں دیتا اور اس لئے بھی کہ وہ امت کی تربیت کے لئے ضروری ہوتی ہے وہاں خلفاء کے متعلق انبیاء کے تمام اعمال خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں لیکن خلفاء کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ ان کے وہ تمام اعمال خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں گے جو نظام سلسلہ کی ترقی کے لئے ان سے سرزد ہوں گے اور کبھی بھی وہ کوئی ایسی غلطی نہیں کریں گے اور اگر کریں تو اس پر قائم نہیں رہیں گے جو جماعت میں خرابی پیدا کرنے والی اور اسلام کی فتح کو اس کی شکست میں بدل دینے والی ہو۔ یعنی خلیفۂ وقت جو کام بھی نظام کی مضبوطی اور اسلام کے کمال کے لئے کریں گے خدا تعالیٰ کی حفاظت اس کے ساتھ ہو گی اور اگر وہ کبھی غلطی بھی کریں تو خدا ان کی اصلاح کا خود ذمہ دار ہو گا ۔گویا نظام کے متعلق خلفاء کے اعمال کے ذمہ دار خلفاء نہیں بلکہ خدا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خلفاء خود قائم کیا کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خلفاء غلطی نہیں کر سکتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یا تو انہی کی زبان سے یا عمل سے خدا تعالیٰ اس غلطی کی اصلاح کرا دے گا یا اگر ان کی زبان یا عمل سے غلطی کی اصلاح نہ کرائے تو اس غلطی کے بدنتائج کو بدل ڈالے گا یعنی اس کے نتائج بد نہیں نکلیں گے۔ پھر فرمایا :کہ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت چاہے کہ خلفاء کبھی کوئی ایسی بات کر بیٹھیں جس کے نتائج بظاہر مسلمانوں کے لئے مضر ہوں اور جس کی وجہ سے بظاہر جماعت کے متعلق خطرہ ہو کہ وہ بجائے ترقی کرنے کے تنزّل کی طرف جائے گی تو اللہ تعالیٰ نہایت مخفی سامانوں سے اس غلطی کے نتائج کو بدل دے گا اور جماعت بجائے تنزّل کے ترقی کی طرف قدم بڑھائے گی۔پس جہاں ایسے خلفاء ہو سکتے ہیں جو پاکیزگی اعمال کا مرکز ہوں اور نظام سلسلہ کا مرکز بھی وہاں ایسے خلفاء بھی ہو سکتے ہیں جو پاکیزگی اور ولایت میں دوسروں سے کم ہوں لیکن انتظامی قابلیتوں کے لحاظ سے دوسروں سے بڑھے ہوئے ہوں مگر ہر حال میں ہر شخص کے لئے ان کی اطاعت فرض ہو گی۔

حضور انور نے فرمایا: مشورے کے متعلق بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک ایکسپرٹ اور ماہر فن خواہ وہ غیر مذہب کا ہو اس سے مشورہ لے لیا جاتا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مقدمے میں ایک انگریز وکیل کیا مگر اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپ نے امور نبوت میں اس سے مشورہ لیا۔ ایک ایکسپرٹ خواہ وہ غیر مذہب کا ہو اس سے بھی مشورہ لیا جا سکتا ہے۔ پس فرض کرو کہ سعد بن عبادہؓ سے کسی دنیاوی امر میں جس میں وہ ماہر فن ہوں مشورہ لینا ثابت ہو تو تب بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مشوروں میں شامل ہوتے تھے۔ مگر ان سے متعلق تو کوئی صحیح روایت ایسی نہیں جس میں ذکر آتا ہو کہ وہ مشوروں میں شامل ہوتے تھے بلکہ مجموعی طور پر روایات یہی بیان کرتی ہیں کہ وہ مدینہ چھوڑ کر شام کی طرف چلے گئے تھے اور صحابہؓ پر یہ اثر تھا کہ وہ اسلامی مرکز سے منقطع ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کی وفات پر صحابہؓ کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرشتوں یا جنوں نے انہیں مار دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ کے نزدیک ان کی موت کو بھی اچھے رنگ میں نہیں سمجھا گیا ۔کیونکہ یوں تو ہر ایک کو فرشتہ ہی مارا کرتا ہے ان کی وفات پر خاص طور پر کہنا کہ انہیں فرشتوں نے یا جنوں نے مار دیا بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک وفات ایسے رنگ میں ہوئی کہ گویا خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے خاص فعل سے اٹھا لیا کہ وہ شقاق کا موجب نہ ہوں یعنی بہرحال بدری صحابہؓ میں سے تھے تو کسی قسم کے نفاق یا کوئی اور مخالفت یا اور کوئی ایسی بات کا موجب نہ ہوں جس سے پھر ان کا وہ مقام گرتا ہو ۔ لیکن بہرحال وہ علیحدہ ہو گئے۔یہ بیان کرنے کے بعد آپؓ فرماتے ہیں کہ یہ تمام روایات بتلاتی ہیں کہ ان کی وہ عزت صحابہؓ کے دلوں میں نہیں رہی تھی جو ان کے اس مقام کے لحاظ سے ہونی چاہئے تھی جو کبھی انہوں نے حاصل کیا تھا اور یہ کہ صحابہؓ ان سے خوش نہیں تھے ورنہ وہ کیونکر کہہ سکتے تھے کہ فرشتوں یا جنوں نے انہیں مار دیا بلکہ ان الفاظ سے بھی زیادہ سخت الفاظ ان کی وفات پر کہے گئے ہیں جنہیں میں اپنے منہ سے کہنا نہیں چاہتا۔ پس یہ خیال کہ خلافت کی بیعت کے بغیر بھی انسان اسلامی نظام میں اپنے مقام کو قائم رکھ سکتا ہے واقعات اور اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہے اور جو شخص اس قسم کے خیالات اپنے دل میں رکھتا ہے، میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ بیعت کا مفہوم ذرہ بھی سمجھتا ہو۔

حضرت سعد بن عبادہؓ کی وفات حوران ملک شام میں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرت عمرؓ کے خلیفہ منتخب ہونے کے اڑھائی سال کے بعد ہوئی تھی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی کے مطابق ان کی وفات شام کے شہر بصریٰ میں ہوئی تھی ۔ان کی وفات کے سال میں بھی اختلاف ہے۔ بعض روایات کے مطابق 14ہجری میں اور بعض کے مطابق 15ہجری میں اور بعض کے مطابق 16ہجری میں ہوئی۔ حضرت سعدؓ کی قبر دمشق کے قریب نشیبی جانب واقع ایک گاؤں میں ہوئی۔

حضور انور نے خطبہ کے آخر پر مکرم سید محمد سرور شاہ جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر تھے ، اسی طرح مکرمہ شوکت گوہر جو مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی ربوہ کی اہلیہ تھیں اور مولانا عبدالمالک خان کی بیٹی تھیں، کی وفات پر ان کا ذکر خیر کیا اوران دونوں کی جماعتی خدمات کا تذکرہ فرمایا۔نیز نماز جمعہ کے بعد ان مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان بھی فرمایا۔

☆.........☆.........☆.........☆.........☆.........☆.........☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

ONLINE EDITION

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020

info@alfazlonline.org

جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کا اٹھائیسواں جلسہ سالانہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

نماز تہجد، علمی و تربیتی مضامین پر تقاریر، مرکزی نمائندہ کی شرکت

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کا 28 واں جلسہ سالانہ مورخہ 20تا 22 دسمبر 2019ء مسجد بیت الاول میں کامیابی سے منعقد ہوا۔

جلسہ سے ایک ماہ قبل گوئٹے مالا کی مختلف جماعتوں کے دورے کر کے سب احمدی احباب، نو مبائعین اور غیر مسلم زیر تبلیغ افراد کو انفرادی طور پر جلسہ کی دعوت دی گئی۔اسی طرح مسجد کے ارد گرد 85ہمسایہ تحریری اور زبانی جلسہ کی دعوت دی گئی۔ لوکل خدام اور احمدیوں میں شوق اور دلچسپی پیدا کرنے کے لیے ان سے مختلف عناوین پر تقاریر کروائی گئیں۔

جلسہ کے تینوں روز اجتماعی نماز تہجد ادا کی جاتی رہی نیز نماز فجر کے بعد درس قرآن، درس حدیث اور تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیا گیا۔

پہلا روز:۔ جلسہ میں بطور نمائندہ حضرت خلیفۃ المسیح مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ شامل ہوئے نماز جمعہ کے بعد دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو کر 3 بجے پرچم کشائی ہوئی۔ مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب نے لوائے احمدیت اور خاکسارنے ملکی پرچم لہرایا۔

پہلے اجلاس کا آغاز مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت اور منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خاکسار نے جلسہ سالانہ گوئٹے مالا کے لیے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کا سپینش ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد مکرم صدر صاحب اجلاس نے افتتاحی تقریر کی جس میں انہوں پہلے جلسہ سالانہ کا تعارف اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کی۔ اس کے بعد مکرم داوید گنزالیز صاحب نے 'آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ' کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے بعد سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔ نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد شام کا کھانا پیش کیا گیا ۔

دوسرا روز:۔ مورخہ 21دسمبر کو ساڑھے نو بجےدوسرا سیشن شروع ہوا۔ تلاوت و سپینش ترجمہ کے بعد مکرم فائز احمد صاحب نے نظام جماعت کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مکرم داوید صاحب نے شراب نوشی اور سور کے گوشت کے نقصانات بتائے۔ اور ایک لوکل خادم مکرم یوسف راندھو صاحب نے خلافت کی برکات کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد جلسہ میں شامل ہونے والے غیر مسلم مہمانان نے اپنے تاثرات پیش کیے۔

ایک مہمان کے تاثرات : کابون سے آنے والے ایک غیر مسلم مہمان نے بیان کیا کہ جب وہ اپنے گھر سے نکل کر جلسہ سالانہ گوئٹے مالا میں شامل ہونے کے لیے بس سٹاپ پر پہنچے تو بس جاچکی تھی۔ اس کے بعد اور کوئی بس جانے والی نہ تھی اس لیےوہ کافی پریشان تھے۔ ابھی اسی پریشانی میں تھے کہ کسی نے اطلاع کی کہ وہ بس تھوڑی دور جا کر کسی خرابی کی وجہ سے رکی ہوئی ہے، چنانچہ وہ فوراً وہاں پہنچے اور اسی بس میں بیٹھ کر جلسہ کے لیے آئے۔ مہمان کا کہنا تھا کہ یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے جو مجھے یہاں تک لے آئی ہے۔

بعد ازاں سوال و جواب کی محفل ہوئی ۔نماز ظہر اور عصر کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔

سہ پہر ساڑھے تین بجے تیسرا اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جس کے بعد مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب نے مالی قربانی اور اس کی برکات کے موضوع پر تقریرکی۔ اس کے بعد مجلس سوال و جواب ہوئی۔ بعد ازاں نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔

جلسہ کے دوسرے روز غیر مسلم مہمانوں کے ساتھ ایک ڈنر رکھا گیا۔ اس میں 43غیر مسلم مہمان تشریف لائے۔ پروگرام کے آغاز میں تلاوت قرآن کریم،ترجمہ اور منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پیش کیا گیا۔ بعد ازاں مکرم داوید صاحب نے جماعت کا تعارف کروایا اور مکرم رامیرو صاحب

باقی صفحہ 7 پر

جلسہ سالانہ گوئٹے مالا 2019ء کے موقع پر

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

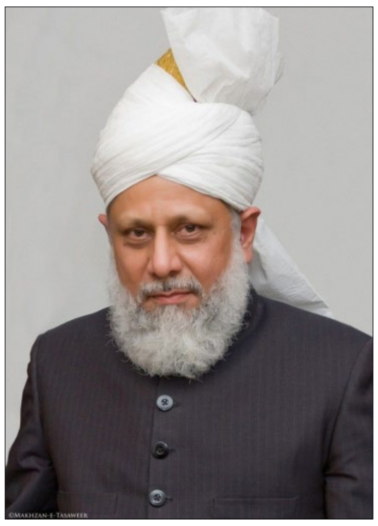

پیارے ممبران احمدیہ مسلم جماعت گوئٹے مالا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ21,20 اور22دسمبر2019ءکو منعقد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو اعلیٰ کامیابی سے نوازے، تمام شاملین اس سے روحانی فیوض حاصل کرنے والے ہوں اوربھلائی، نیکی و تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے نئے امیر سے مکمل تعاون کریں۔ میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ آپ ان شرائط بیعت پر پوری کوشش کے ساتھ پیرا ہوں جن کا عہد آپ نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام سے کیا جن کے متعلق رسول اللہ حضرت محمد ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی اور ''ہمارے مہدی'' کے نام سے بڑی محبت سے پکارا تھا۔

گو کہ جماعت گوئٹے مالا میں کافی عرصے سے قائم ہے اور اب کافی حد تک پھیل جانا چاہیے تھا مگر یہ ممکن نہیں ہو سکا۔ اس لیے گوئٹے مالا کی ترقی کے لیے آپ کو خاص کوشش کرنی چاہیے اور سخت جدوجہد کی ضرورت ہے۔ آپ کا کام اس علاقے میں اسلام کا سچا پیغام پہنچانا ہے اور ہماری خوبصورت تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کرنا ہے اور ان کو حضور ﷺ کی درگاہ میں شامل ہونے کی دعوت دینا ہے۔

چنانچہ اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ آپس میں بھائی چارے کی فضا کو قائم کریں اور پر امن اور محبت بھری فضا میں اکٹھے مل کر کوشش کرتے ہوئے گوئٹے مالا کی جماعت کی ترقی کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔

آپ اپنے اخلاص اور تعلق کو مضبوطی کے ساتھ خلافت کے بابرکت نظام کے ساتھ جوڑیں اور خلیفۃ المسیح سے ذاتی تعلق بڑھانے کی کوشش کریں۔ آپ اپنی اولادوں کو بھی خلافت کے بابرکت نظام سے آگاہ کریں اور ان کو ہمیشہ نصیحت کرتے رہیں کہ وہ خلیفۂ وقت کے ساتھ اخلاص کا تعلق قائم رکھنا ہے۔ آج اسلام کا احیائے نو اور دنیا کا امن خلافت کے بابرکت نظام سے وابستہ رہ کر ہی قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے اس عظیم نظام کا ہمیشہ احترام کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ اور آپ کی نسل ہمیشہ خلافت احمدیہ کی بابرکت ہدایات کے تابع، اس کے زیر سائے اور حفاظت کے حصار میں رہیں۔

میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا بہت ذکر کریں اور جلسہ کی کارروائی کے دوران جب وقفہ ہو اور راتوں کو بھی دعائیں کریں ۔ پختہ عہد کریں کہ 'اے اللہ! ہم اس جلسے میں، جس کا آغاز محض تیرے ارادے اور تائید سے ہوا تھا، نیک نیتی کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ ہم جلسے میں صرف تیری رضا کے حصول کے لیے اور تیرے ذکر کو بڑھانے کے لیے اورتیری محبت کے حصول کی خاطرشامل ہو رہے ہیں۔ ہمیں ان تمام برکات کا وارث بنا جو تو نے اس جلسہ کے لیے مختص کی ہیں۔ ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کر دے جو تو چاہتا ہے جس کے لیے تو نے حضرت محمد ﷺ کے غلام صادق کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا تاکہ ہم حقیقی طور پر آپ کی بیعت کرنے والوں میں شامل ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے،آپ کے جلسہ سالانہ کو اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے ،آپ کو بیعت کے تقاضے پورا کرنے والا بنائے ،ہمیشہ نظام خلافت کا وفادار بنائےرکھے اور آپ کو اپنی زندگیوں میں ایسی حقیقی تبدیلی لانے والا بنائے جس سے آپ نیکی، تقویٰ ،خدمت انسانیت اور اسلام میں بڑھنے والےہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس